وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو (لوگوں کو) خدا کی طرف بلائے اور اچھے اچھے کام کرے اور کہے کہ میں بھی یقیناً (خدا کے) فرمانبردار بندوں میں سے ہوں

کتاب مستطاب

# احسن الفوائد

فی

# شرح العقائد

اصل رسالہ اعتقادیہ

از قلم حقیقت رقم


حضرت صدوق العلماء العالمین رئیس الفقہاء والمحدثین جناب
شیخ ابوجعفر محمد بن علی ابن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم رسالہ

فاضل محقق مولانا سید منظور حسین بخاری مرحوم

شارح رسالہ

صدر المحققین سلطان المتکلمین سرکار علامہ آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی مجتہد العصر والزمان مدظلہ



ناشر
منیجر مکتبۃ السبطین ۲۹۶ / ۹۔ بی سیٹلائٹ ٹاؤن بلاک بی سرگودھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

[illegible]

[illegible]

کتاب مستطاب

# احسن الفوائد

فی

# شرح العقائد

SIBTAIN.COM

جس میں

تمام شیعہ عقائد و مسلمات کو قرآن کریم، احادیث معصومین اور عقل سلیم کی روشنی میں ثابت کیا گیا ہے اور دیگر فرقہائے اسلام کے مقابلہ میں دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ سے شیعہ اصول و عقائد کی برتری واضح کی گئی ہے اور ہر موضوع پر ملاحدہ و منکرین کے جملہ شکوک و شبہات کو عقل و نقل اور علوم قدیمہ اور جدیدہ کی روشنی میں رد کیا گیا ہے


سرکار صدوق العلماء العاملین رئیس الفقہاء والمحدثین حضرت شیخ ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین بن موسیٰ بن بابویہ القمی علیہ الرحمہ

سرکار صدر المحققین سلطان المتکلمین حجۃ الاسلام والمسلمین حضرت علامہ محمد حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی [illegible]

۲۹۶ - بی سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا



ثنائی پریس بلاک نمبر ۱ سرگودھا

فون 7/1868

مین مطابق ہیں کسی جگہ بھی احکام شریعت اور احکام فطرت کے درمیان تصادم واقع نہیں ہوتا۔

دلیل چہارم:۔ فریقین کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام انبیاء کو جناب ختمی مرتبتؐ کی نبوت و رسالت کا اقرار و اعتراف کرنے کے بعد نبوت ملی تھی۔ جیسا کہ آیت مبارکہ واسئل من ارسلنا من قبلک من رسلنا کی تفسیر میں وارد ہے (ساتع بحار، بصائر اور ینابیع وغیرہ) لہٰذا جب باقی انبیاء کی نبوتیں ہی آنحضرت کی اقرار نبوت کی ممنون احسان و مرہون منت ہیں۔ تو یقیناً آپ ان سے اشرف و افضل ہوں گے۔

دلیل پنجم:۔ متعدد روایات سے ثابت ہے کہ انبیاء و مرسلین نے اپنی مشکلات کے وقت آنحضرتؐ کی ذات والا صفات کے ساتھ توسل کرکے بارگاہ رب العزت سے اپنے مصائب و آلام کو دور کرایا ہے۔ اس قسم کی بکثرت روایات ساتع بحار الانوار و بصائر الدرجات وغیرہ میں موجود ہیں۔ لہٰذا خود انبیاء کا آپ کی ذات کے ساتھ توسل کرنا اس بات کی قطعی دلیل ہے۔ کہ وہ حضرات جانتے تھے کہ آنحضرتؐ ان سے افضل ہیں وھو المطلوب۔ (ختم نبوت قرآن کریم کی روشنی میں دیکھو شتہ)

## ختم نبوت عقل سلیم کی روشنی میں

اگر ہر قسم کے تعصب و عناد کی پٹی آنکھوں سے اتار کر خداداد عقل سلیم کی روشنی میں سوچا جائے تو عقل سلیم بھی یہ فیصلہ کرتی ہے کہ اب ہرگز نبی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ عقل و شرع کی رو سے چار صورتوں میں نبی کے تقرر کی ضرورت درپیش آتی ہے۔ اول یہ کہ کسی ایسی خاص قوم میں نبی بھیجا جائے جس میں پہلے کوئی نبی نہ آیا ہو۔ اور کسی دوسری قوم میں آئے ہوئے نبی کا پیغام بھی اس تک نہ پہنچا ہو۔

دوم۔ سابق نبی کی دی ہوئی تعلیم بالکل مٹا دی گئی ہو۔ یا اس میں اس طرح تحریف کر دی گئی ہو کہ اس کی اتباع ممکن نہ رہی ہو۔ سوم۔ سابق نبی کے ذریعہ لوگوں کو مکمل تعلیم و ہدایت نہ ملی ہو۔ چہارم ایک نبی کی امداد و اعانت کے لئے ایک اور نبی کی ضرورت ہو۔ بنظر غائر حالات کا جائزہ لینے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان ضرورتوں میں سے کوئی ضرورت بھی سرکار ختمی مرتبتؐ کے بعد باقی نہیں رہی ہے۔ قرآن شاہد ہے کہ حضور کو تمام عالمین کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا گیا ہے۔ اور تمدن عالم کی تاریخ بتا رہی ہے کہ آپ کی بعثت کے وقت ہی آپ کی دعوت تمام قوموں تک پہنچ گئی تھی اور اب تک مسلسل پہنچ رہی ہے۔ لہٰذا ہر ہر قوم میں الگ الگ نبی بھیجنے کی حاجت باقی نہیں ہے۔ نیز قرآن مجید اور احادیث و سیرہ کی صورت میں آنحضرتؐ کی مقدس تعلیمات اپنی صحیح صورت میں موجود ہیں۔ ان میں کسی قسم کی کوئی تغیر و تحریف نہیں ہوئی۔ پھر کسی نبی کی ضرورت کیا ہے۔ نیز یہ بات بھی قرآنی تعلیم کی روشنی میں روز روشن کی طرح واضح و آشکار ہے کہ آنحضورؐ کے ذریعہ سے دین کی تکمیل کر دی گئی ہے۔ بنا بریں اب تکمیل کیلئے

بھی کسی نبی کی احتیاج باقی نہیں ہے۔ باقی رہی چوتھی صورت تو ظاہر ہے کہ اگر اس کے لئے کوئی نبی درکار ہوتا تو وہ حضور کے زمانے میں آپ کے ساتھ مقرر کیا جاتا۔ جب اس وقت نہیں ایسا کیا گیا۔ تو اب اس کی کیا ضرورت ہے؟ جب بعثت انبیاء کی یہ چاروں عقلی صورتیں مفقود ہیں تو پھر ہمیں بتایا جائے کہ بعثت نبی کی پانچویں کونسی صورت ہوگی؟

باقی قوموں کے اخلاق و اطوار کا بگاڑ اور اس کی اصلاح۔ تو صرف اصلاح احوال کے لئے نبی کی ضرورت نہیں بلکہ علماء مصلحین کی ضرورت ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ امت مسلمہ میں ایسے متعدد افراد موجود ہیں جو تقریر و تحریر اور وعظ و ارشاد کے ذریعے سے یہ فریضہ بطریق احسن انجام دے رہے ہیں۔

بنابریں حقائق یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اب کسی نبی کی بعثت امت کے لئے باعث رحمت نہیں بلکہ باعث لعنت ہے۔ کیونکہ جب کسی قوم میں نبی آتا ہے۔ تو فوراً کفر و ایمان کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ ماننے والے ایک امت اور نہ ماننے والے دوسری امت قرار پائیں گے اور یہ اختلاف صرف فروعی نہیں بلکہ اصولی ہوگا۔ لہٰذا اس طرح اتحاد و اتفاق کی بجائے تفرقہ و اختلاف پیدا ہوگا۔ اور پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس ضلالت و گمراہی کی ذمہ داری خدا اور رسولؐ پر عائد ہوگی کہ اگر آنحضرتؐ کے بعد کسی نبی نے آنا تھا۔ اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری تھا۔ تو خدا اور رسولؐ نے اس کے متعلق کیوں خاموشی اختیار فرمائی۔ یہ بات خدا کی حکمت بالغہ اور رحمت کاملہ سے بالکل بعید ہے۔ کہ وہ اپنے بندوں کو خواہ مخواہ کفر و ایمان کی کشمکش میں مبتلا کرے (از رسالہ ختم نبوت) لہٰذا جب خدا و رسولؐ نے کسی آنے والے نبی کے متعلق کوئی ہدایت نہیں فرمائی بلکہ آنحضرتؐ پر سلسلۂ نبوت و رسالت کے اختتام کا اعلان واجب الاذعان فرمایا ہے تو یہ اس بات کی قطعی دلیل ہے کہ یہ سلسلۂ جلیلہ اب ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے۔ وھو المطلوب۔

## ختم نبوت اجماع مسلمین کی روشنی میں

جہاں تک اس مسئلہ پر تمام مکاتیب فکر کے ساتھ تعلق رکھنے والے مسلمانوں کے اتفاق و اجماع کا تعلق ہے وہ عیاں راچہ بیان کا مصداق ہے۔ بوجہ شدت اختصار اسلامی دنیا کے اکابر علماء کے بیانات شافیہ یہاں پیش نہیں کئے جا سکتے۔

## چند شکوک و شبہات کا ازالہ۔ پہلا شبہ اور اس کا جواب

کہا جاتا ہے کہ لا نبی بعدی میں "لا" نفی کمال کے لئے ہے جیسے لا صلوٰۃ لجار المسجد الا فی المسجد۔ مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی مگر مسجد میں یعنی کامل نہیں ہوتی۔

SIBTAIN.COM

بنابریں لا نبی بعدی کا مطلب یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں آئے گا۔ اس کا جواب ظاہر ہے کہ یہ لائے نفی جنس جیسے ہے اس کا حقیقی مفہوم جنس کی نفی ہے۔ اگر کسی جگہ کسی داخلی یا خارجی قرینہ کی وجہ سے نفی کمال میں استعمال ہو تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ہر جگہ یہی مجازی معنی مراد لئے جائیں۔ ورنہ اسی بنیاد پر کوئی تثلیث یا صنم پرست یہ کہہ دے کہ لا الٰہ الا اللہ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی کامل معبود نہیں ہے تو معترض کے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ اسی طرح اگر کوئی منکرِ قرآن یہ کہہ دے کہ ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ میں لا نفی کمال کے لئے ہے کہ قرآن میں ریب و شک کامل نہیں ہے یعنی کچھ ناقص اور کمزور قسم کا ریب موجود ہے تو معترض اس کا کیا جواب دے گا؟ جس دلیل کی بنا پر لا الٰہ الا اللہ میں لا کو نفی کمال کے لئے قرار دینا ممنوع ہے۔ اسی دلیل سے لا نبی بعدی میں بھی ممنوع ہے۔

## دوسرا شبہ اور اس کا جواب

خاتم بمعنی مہر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اب جو نبی آئے گا وہ آپ کے زیرِ نگیں ہوگا۔ اور آپ کی مہرِ تصدیق سے اسے نبوت ملے گی۔ اس شبہ کی رکاکت محتاجِ بیان نہیں ہے۔ جب یہ کہا جائے کہ یہ مجسٹریٹ کی مہر ہے یا یہ فلاں کی مہر ہے۔ تو کوئی صحیح الدماغ آدمی اس کا یہ مطلب لیتا ہے کہ اس مہر کے لگانے سے مجسٹریٹ یا جج بنتے جاتے ہیں؟ آخر یہاں کس طرح یہ مفہوم بیان کیا جاتا ہے۔ ان معنی کے اعتبار سے بھی یہی مطلب نکلتا ہے۔ اس کا جواب آیت پر خاتم النبیین کے ذیل میں واضح کر دیا گیا ہے۔

## تیسرا شبہ اور اس کا جواب

جب کسی شخص کو خاتم الشعراء یا خاتم الفقہاء کہا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ اس شخص کے بعد کوئی شاعر یا فقیہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ بلکہ مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس فن کے کمالات اس شخص پر ختم ہیں۔ اس شبہ کا جواب بھی ظاہر ہے کہ اگر کسی جگہ بطور مبالغہ انسانی یہ لفظ کامل یا افضل کے معنی میں استعمال ہو۔ تو اس سے یہ کب لازم آتا ہے کہ لغت کے اعتبار سے لفظ خاتم کے معنی ہی کامل یا افضل کے ہو جائیں۔ اور اس کے حقیقی معنی (آخری) متروک ہو جائیں؟ وما لکم کیف تحکمون۔

## بجز ختمی مرتبتؐ دیگر انبیاءؑ پہ آئمہؑ ہدیٰ کی افضلیت

جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی افضلیت پر بھی اوپر تبصرہ کیا جا چکا ہے۔ اب یہاں آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی افضلیت پر کچھ تبصرہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے علمائے متقدمین کے درمیان افضلیت آئمہ بر انبیائے سلف کے بارہ میں تین قول تھے۔ پہلا قول یہ کہ حضرات سوائے جناب ختمی مرتبتؐ کے دیگر تمام انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں۔ دوسرا یہ کہ انبیاء کرام آئمہ علیہم السلام سے افضل ہیں۔

تیسرا قول یہ تھا کہ انبیائے اولی العزم ان سے افضل ہیں۔ لیکن دیگر انبیاء سے یہ بزرگوار افضل ہیں۔ مگر متاخرین علماء اعلام کا پہلے قول پر قریباً قریباً اتفاق ہو چکا ہے۔ کہ آئمہ اطہار سوائے جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیگر تمام انبیاء اولی العزم وغیرہم سے افضل واشرف ہیں۔ اور اس عقیدہ کی صحت پر بکثرت دلائل موجود ہیں۔ ہم بنظر اختصار ذیل میں چند دلائل کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

دلیل اوّل۔ یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہو چکا ہے کہ آئمہ اہلبیت علوم قرآن نیز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم وفضل کے ایسے وارث و مالک ہیں (مطابق آیت مبارکہ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا (ینابیع المودۃ۔ فرائد السمطین وغیرہ) اور ظاہر ہے کہ آنحضرتؐ کا علم تمام انبیاء و مرسلین کے علم وفضل سے زیادہ اور علوم قرآنیہ تمام کتب سماویہ کے علوم سے افزوں ہیں۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ معیار فضیلت کثرت علم مع العمل ہے۔ ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ بنا بریں حضرات ائمہ طاہرینؑ کو انبیاء و مرسلین سابقینؑ سے افضل واشرف تسلیم کرنا پڑے گا۔

دلیل دوئم۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشہور ارشاد ہے۔ کہ آپ نے فرمایا (لولا ان خلق اللہ علیاً لما کان لابنتی فاطمۃ کفو آدم فمن دونہ (عیون اخبار الرضا۔ ینابیع المودۃ وغیرہ) اگر خداوند عالم علیؑ کو پیدا نہ کرتا۔ تو میری بیٹی فاطمہ کا کوئی کفو وہمسر نہ تھا۔ خواہ آدمؑ ہوں۔ یا دیگر انبیاء۔ ظاہر ہے کہ جناب رسالتمآبؐ نے رشتۂ ابوت و بنوت سے قطع نظر کرکے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ اس سے روز روشن کی طرح واضح ہوتا ہے۔ کہ جناب امیر المومنینؑ ان انبیائے سلف سے افضل ہیں۔ اسی سے دیگر آئمہ اطہارؑ کی افضلیت بھی ثابت ہو جاتی ہے۔ لانہم فی الفضل سواء۔ حضرت صادق علیہ السلام نے ابو صباح کنانی سے فرمایا۔ یا ابا الصباح انہ لا یجد احد حقیقۃ الایمان حتی یعلم ان لآخرنا ما لاولنا [illegible] بحار الانوار) اے ابو صباح! اس وقت تک کوئی شخص حقیقت ایمان کو پا ہی نہیں سکتا جب تک وہ یہ یقین حاصل نہ کرے۔ کہ ہمارے آخری کے لئے وہی فضل وکمال ثابت ہے جو ہمارے پہلے کے لئے ثابت ہے!

دلیل سوئم۔ یہ دلیل دراصل دلیل دوئم کی ہی فرع ہے۔ کہ آئمہ اہلبیتؑ کے علوم وکمالات انبیاء کے علوم وکمالات سے اتم واکمل ہیں۔ بکثرت احادیث میں وارد ہے۔ کہ اسم اعظم کے کل تہتر حروف ہیں۔ جناب آدمؑ کو پچیس حروف عطا ہوئے تھے۔ اور جناب نوحؑ کو پندرہ۔ جناب موسیٰؑ کو پانچ حرف اور جناب ابراہیمؑ کو آٹھ حرف اور جناب عیسیٰؑ کو صرف دو حرف۔ اسی طرح کسی نبی کو ایک حرف اور کسی کو دو وعلیٰ ہذا القیاس (اور انہی کے ذریعہ ان کے کمالات بھی وقوع پذیر ہوتے تھے) لیکن جناب سرور کائناتؐ کو بہتر حروف مرحمت ہوئے۔ فقط ایک حرف خلاق عالم نے اپنے علم مخزون میں رکھا۔ اور یہ جو اسماء آنحضرتؐ کو عطا

ہوئے، وہ حضرات آئمہ معصومین علیہم السلام کی طرف منتقل ہوئے۔ (اصول کافی۔ بحار۔ بصائر الدرجات وغیرہ) اسی وجہ سے ان کے معجزات وکمالات زیادہ ہیں۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ ان کا مقام انبیائے سلف سے بلند تر ہے۔

دلیل چہارم:۔ جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث فریقین کی کتب میں موجود ہے کہ آپ نے فرمایا: من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی زہدہ والی ابراہیم فی خلتہ والی موسیٰ فی ھیبتہ والی عیسیٰ فی تقواہ فلینظر الی علی بن ابی طالبؑ (دستن بیہقی۔ ینابیع المودۃ وغیرہ) جو شخص چاہتا ہے کہ آدم کا علم وفضل، نوح کا علم، ابراہیم کی خلقت وحجت، موسیٰ کی ہیبت وجلالت اور حضرت عیسیٰ کا تقویٰ وطہارت دیکھے وہ علی ابن ابی طالبؑ کو دیکھ لے۔ جس سے افضلیت علیؑ واضح وعیاں ہے۔ کیونکہ جو بزرگوار مختلف حضرات کے انفرادی کمالات کا جامع ہوگا۔ وہ یقیناً ہر ایک سے افضل واعلیٰ ہوگا۔ اور یہ بھی اوپر واضح کیا جا چکا ہے کہ سب آئمہ اہل بیتؑ فضل وکمال میں برابر ہیں (وان کان لعلی مقام منہ)

دلیل پنجم:۔ بصائر الدرجات سابع بحار الانوار وغیرہ کتب معتبرہ میں اس قسم کی متعدد احادیث موجود ہیں۔ کہ تمام انبیاء کو اس وقت تک نبوت عطا نہیں ہوئی۔ جب تک کہ انہوں نے خدا کی توحید اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کے ساتھ ساتھ آئمہ طاہرینؑ کی امامت کا اقرار نہیں کیا۔ اسی طرح تمام موجودہ کتب میں انبیاء کرام کا مشکلات ومصائب میں ان حضرات قدسی صفات کو بارگاہ قدرت میں شفیع ووسیلہ بنانا بھی ثابت ہے۔ اس سے بھی ان کی افضلیت ثابت ہوتی ہے۔ ہم اس موضوع پر ایک مفصل ومدلل مضمون محمد یہ جنتری سرگودھا ۲۰۱۶ء میں لکھ چکے ہیں۔ شائقین تفصیل اس کی طرف رجوع کریں۔

## ازالہ شبہ

افضلیت آئمہ بر انبیائے سلف کے متعلق ایک شبہ پیش کیا جاتا ہے۔ کہ انبیاء کے برابر کسی اور کا ثواب نہیں ہو سکتا لہذا کوئی غیر نبی کسی نبی سے افضل بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ شبہ بچند وجہ باطل ہے۔

اولاً۔ یہ مسلم ہی نہیں کہ معیار افضلیت کثرت ثواب ہے۔ کیونکہ قرآن سے تو معیار افضلیت کثرت علم وطاقت معلوم ہوتا ہے۔ ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم۔ لہذا یہ شبہ بنا فاسد بر فاسد کا مصداق ہے۔

ثانیاً یہ نظریہ کہ کبھی غیر نبی کا ثواب نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ خود معترض کی روایات کے خلاف ہے۔ ان کی بکثرت روایات سے غیر انبیاء کے ثواب انبیاء سے زیادہ مرقوم ہیں۔ چنانچہ احیاء العلوم میں مرقوم ہے فدی عن ابن مسعود من طلب العلم لیحدث الناس ابتغاء وجہ اللہ اتاہ اللہ اجر سبعین نبیاً۔ جو شخص اس غرض سے علم حاصل کرے کہ خدا کی خوشنودی کے لیے لوگوں کو حدیثیں سنائے تو خدا اسے ستر نبی کا اجر وثواب عطا کرے گا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھتے ہیں۔ من تعلم باباً من العلم لیعلم الناس

اعلیٰ ثواب صبیین نبیاً وصدیقاً ۔ جو شخص علم کا کوئی باب اس مقصد کے تحت حاصل کرے کہ لوگوں کو علم پڑھائے گا تو خداوند عالم اسے ستر نبی و صدیق کا ثواب عطا کرے گا ۔ پس جب بنا بر روایات اہل سنت بعض عام افراد امت کا اجر و ثواب ستر ستر انبیاء کے برابر ہو سکتا ہے ۔ تو آئمہ اہل بیتؑ کی افضلیت پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے ۔ جو صرف سادات امت ہی نہیں بلکہ خیر البریہ ہیں ۔

ثالثاً ۔ بنا بر تسلیم آنکہ غیر نبی کا ثواب نبی کے برابر نہیں ہو سکتا ۔ یہ حکم نبی اور اس کی امت کے لوگوں کے ساتھ مختص ہے ۔ مطلب یہ کہ نبی جن لوگوں کا نبی ہے وہ ان سب سے ضرور افضل ہو گا ۔ اس حکم میں عمومیت نہیں ہے ۔ بنا بریں چونکہ حضرات آئمہ معصومینؑ ان انبیائے سلف کی امت میں داخل نہیں ہیں ۔ لہٰذا ان کا اجر و ثواب گذشتہ انبیاء سے زائد ہو ۔ اور اس قاعدہ کی رو سے بھی وہ ان سے افضل ہوں ۔ تو اس میں کوئی جائے تعجب نہیں ہے ۔

## آئمہ اہل بیتؑ کی امامت و خلافت کا اثبات

آئمہ اہل بیت علیہم السلام کی خلافت و امامت کی نصوص اس قدر کثیر التعداد ہیں ۔ کہ ان سب کے لئے ایک ضخیم جلد بھی ناکافی ہے ۔ علمائے اعلام نے اس سلسلہ میں عربی ، فارسی اور اردو وغیرہ میں بہت سی کتب لکھی ہیں ۔ ہم نے بھی اس موضوع پر دو کتابیں بنام (۱) تحقیقات الفریقین فی حدیث الثقلین (۲) اثبات الامامۃ الائمۃ الاطہار فی ضوء العقل والآیات والاخبار لکھی ہیں ۔ جن میں ان نصوص مبارکہ کا کافی ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے اور عقل و نقل ادلہ قاطعہ و براہین ساطعہ سے مخالفین اہل بیتؑ کی خلافت کو باطل کر کے آئمہ اہل بیتؑ کی خلافت و امامت کو ثابت کیا گیا ہے ۔ یہاں اس موضوع پر کچھ تفصیلی تبصرہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے اس مطلب کی تحقیق کرنے ۔۔ اپنی نامبردہ کتب کے حوالہ کرتے ہیں ۔ اب جبکہ احسن الفوائد طبع ثانی کے سلسلہ پریس میں بھیجی جا رہی ہے ۔ اثبات الامامت طبع ہو کر اہل ایمان کے ہاتھوں میں پہنچ چکی ہے والحمد للہ ہاں محض اس خیال سے کہ یہ کتاب مستطاب بھی نصوص امامت آئمہ سے بالکل خالی نہ رہ جائے محض تبرکاً و تیمناً دو آیات اور دو روایات لکھ کر مختصر طور پر ان کی تقریب استدلال پیش کی جاتی ہے ۔

## پہلی آیت مبارکہ

ارشاد قدرت ہے ۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ۔ (سورۃ نساء پ ۵ ع ۵) اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان حضرات کی جو تم میں سے صاحبان امر ہیں ۔ یہ امر اپنے مقام پر پایۂ ثبوت تک پہنچ چکا ہے کہ صیغہ امر وجوب میں حقیقت ہے ۔ جب تک استحباب کا کوئی قرینہ موجود نہ ہو ۔ اسے وجوب پر ہی محمول کیا جاتا ہے ۔ بنا بریں یہاں اسے وجوب پر محمول کرنے کے لئے اگرچہ استحباب کے قرینہ کا نہ ہونا ہی کافی تھا ۔

چہ جائیکہ یہاں تو خود وجوب پر قطعی قرینہ موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا و رسول کی اطاعت بالاتفاق واجب ہے اور چونکہ اطاعت اولی الامر بھی اطاعت خدا و رسول کے ساتھ مقرون ہے لہذا وہ بھی واجب و لازم ہی ہوگی۔ نیز یہ حقیقت ظاہر ہے کہ اطاعت خدا و رسول کسی خاص زمان و مکان کے ساتھ مختص نہیں ہے بلکہ ہر زمان و ہر مکان اور ہر حال میں ہر مکلف پر واجب ہے۔ اسی طرح اطاعت اولی الامر بھی ہر زمان و ہر مکان اور ہر حال میں ہر شخص پر لازم ہوگی۔ یہ امر بھی محتاج دلیل نہیں ہے کہ جس بزرگوار کی اس طرح اطاعت مطلقہ واجب ہو اس کے لئے معصوم ہونا ضروری ہے۔ اس حقیقت کا فخر الدین رازی جیسے امام المشککین نے بھی اقرار کیا ہے۔ چنانچہ وہ اپنی تفسیر کبیر ج ۳ ص ۳۵ طبع اسلامبول پر رقمطراز ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ امر بطاعۃ اولی الامر علی سبیل الجزم فی ھذہ الآیۃ ومن امر اللہ بطاعتہ علی سبیل الجزم والقطع لا بد وان یکون معصوما عن الخطاء یعنی خداوند عالم نے اس آیت مبارکہ میں حتمی طور پر اولی الامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اور جس کی اطاعت واجبہ کا خداوند عالم حکم دے۔ اس کے لئے معصوم عن الخطاء ہونا ضروری ہے۔

ان حقائق کی روشنی میں واضح ہو گیا کہ اولی الامر کو مثل رسول عصمت و طہارت کے درجہ رفیعہ پر فائز ہونا چاہیئے اور یہ امر بدیہی روشن کی طرح واضح و آشکار ہے کہ امت محمدیہ میں سوائے آئمہ اہل بیت علیہم السلام کے اور کوئی بھی شخص معصوم و مطہر نہیں ہے۔ ان ذوات مقدسہ کی عصمت و طہارت قرآن کریم، احادیث سید المرسلین اور عقل سلیم کی روشنی میں محقق و مسلم ہے۔ قطع نظر دیگر آیات قرآنیہ کے صرف آیت تطہیر ہی اس مقصد کے اثبات کے لئے کافی ہے۔ (ملاحظہ ہو صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳۵ الشرف المؤبد ص ۲۶ در منثور ج ۵ ص ۱۹۸ صواعق محرقہ ص ۸۵ ینابیع المودۃ ص ۲۲۵ طبع بمبئی وغیرہ) اور جہاں تک احادیث کا تعلق ہے وہ بھی بکثرت ہیں صرف بطور نمونہ ایک حدیث ملاحظہ ہو۔ ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول انا وعلی والحسن والحسین وتسعۃ من ولد الحسین مطہرون معصومون" میں نے آنحضرت کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں اور علی اور حسن حسین اور حسین کے نو فرزند سب کے سب مطہر اور معصوم ہیں (فرائد السمطین ج ۲ باب ۳۱ ینابیع المودۃ باب ۷۷ ص ۵۱)۔ لہذا وہ بزرگوار اولو الامر کے مصداق ہوں گے۔ ان مقدمات کو ذہن نشین کر لینے کے بعد اس آیۃ وافی ہدایہ کی آئمہ اہل بیت کی خلافت و امامت پر دلالت محتاج بیان نہیں رہتی۔ معمولی عقل و دانش رکھنے والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ جس بزرگ کی اطاعت مطلقہ واجب و لازم ہو۔ وہ یا نبی ہو سکتا ہے۔ یا اس کا وصی لیکن چونکہ اولو الامر نبی تو ہیں نہیں۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ وہ اوصیاء نبی ہیں۔ وھو المقصود۔

**دوسری آیت مبارکہ** ارشاد رب العزت ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ

مسندِ رسولؐ کے وارث ہیں اور انؑ کے منصب پر ان کے قائم مقام ہیں جنہیں اصطلاحِ شریعت میں خلیفہ و امام کہا جاتا ہے۔ وھو اوضح من ان یخفیٰ۔

## دوسری روایت شریفہ

کتاب کفایۃ الاثر، ینابیع المودۃ وغیرہ میں حضرت جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت ہے۔ وہ بیان فرماتے ہیں کہ جب آیت مبارکہ اطیعوا اللہ ... نازل ہوئی تو میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی۔ یا رسول اللہ عرفنا اللہ و رسولہ فمن اولو الامر الذین قرن اللہ طاعتھم بطاعتک؟ یا رسول اللہ ہم نے اللہ اور اس کے رسولؐ کو تو پہچان لیا ہے۔ مگر یہ اولو الامر کون ہیں، جن کی اطاعت کو خداوند عالم نے اپنی اطاعت کے ساتھ مقرون کیا ہے؟ فقال رسول اللہ ھم خلفائی یا جابر و ائمۃ المسلمین بعدی اولھم علیؑ بن ابی طالب ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علی بن الحسینؑ ثم محمد بن علی المعروف فی التوراۃ بالباقرؑ وستدرکہ یا جابر فاذا لقیتہ فاقرأہ منی السلام ثم الصادق جعفرؑ بن محمد ثم موسیٰؑ بن جعفرؑ ثم علیؑ بن موسیٰ ثم محمدؑ بن علیؑ ثم علیؑ بن محمدؑ ثم حسنؑ بن علیؑ ثم سمّی و کنیّی حجۃ اللہ فی ارضہ و بقیتہ فی عبادہ ابن الحسنؑ بن علیؑ ذلک الذی یفتح اللہ علی یدیہ مشارق الارض و مغاربھا۔ اس حدیث کا مطلب اس قدر واضح و آشکار ہے کہ ترجمہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ پس جب سرکار ختمی مرتبتؐ نے اپنے حقیقی خلفاء و اوصیاء کی نام بنام معرفی کرا دی ہے تو اب بھی ان کی خلافت و امامت کا اقرار و اعتراف نہ کرنا فماذا بعد الحق الا الضلال کا مصداق ہی ہو سکتا ہے!

## عقیدۂ مہدیؑ کا اتفاقی ہونا

جہاں تک تاریخ مذاہب و ادیانِ عالم کے مطالعہ کا تعلق ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب یہود ہو یا نصاریٰ، ہنود ہو یا زرتشت وغیرہ غرضیکہ تمام مذاہب و ادیان میں کسی نہ کسی رنگ میں ایک مصلح اعظم کے آنے کا تخیل موجود ہے۔ بالخصوص اہل اسلام کا از حضرت مہدیؑ کے ظہور پر اتفاق ہے۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ اس کی بعض خصوصیات میں قدرے اختلاف ہے۔ عقل سلیم بھی یہی فیصلہ کرتی ہے کہ جس مذہب کی بنیاد ہی خدا کی قدرت اور عدالت پر ہے۔ بایں ہمہ دنیا میں ظلم و جور، باطل پرستی اور ناحق کشی کا دور دورہ ہے اس لئے اسی دنیا میں ایک ایسا دور ضرور آنا چاہیئے جس میں صفحۂ عالم سے ظلم و جور حرف غلط کی طرح مٹ جائے اور عدل و انصاف کا دور دورہ ہو۔ یہ مقصد آنجنابؑ کے ظہور کے وقت ہی کا حقہ پورا ہو سکتا ہے جیسا کہ نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطوّل اللہ ذلک الیوم حتی یبعث رجل من اھل بیتی اسمہ اسمی یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً (ترمذی

مشکوٰۃ المصابیح۔ ابو داؤد۔ ینابیع المودۃ وغیرہ) اگر عمر دنیا کا فقط ایک ہی دن باقی رہ جائے۔ تو خداوند عالم اسے اس قدر دراز کر دے گا کہ میرے اہل بیتؑ میں سے ایک شخص مبعوث ہو جو میرا ہمنام ہو گا جو زمین کو عدل و انصاف سے اس طرح بھر دے گا جس طرح وہ پہلے ظلم و جور سے بھر چکی ہو گی۔

دنیا کو ہے اس مہدیٔ برحق کی ضرورت ❊ ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار

چونکہ جناب رسالتمآبؐ علم نبوت سے جانتے تھے کہ دنیا میں کئی جھوٹے مدعیان مہدویت پیدا ہوں گے۔ لہٰذا ان کا فرض منصبی تھا کہ حضرت مہدیٔ آخر دوراں کی معرفی کرانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں ورنہ جھوٹے مدعیوں کے دام تزویر میں پھنسنے والوں کی ضلالت و گمراہی کی ذمہ داری خود آنحضرتؐ پر عائد ہوتی (معاذ اللہ) اس لئے انہوں نے جناب مہدیؑ کی ذات و صفات اور شکل و شمائل وغیرہ تمام متعلقہ امور تفصیل کے ساتھ بیان کر دیئے تاکہ اتمام حجت میں کوئی کمی نہ رہ جائے۔ لیھلک من ھلک عن بینۃ ویحیی من حی عن بینۃ۔

## حضرت مہدیؑ اہل بیت رسولؐ سے ہونگے

آنجنابؑ کس خاندان سے ہوں گے؟ اس سلسلہ میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں۔ المھدی من عترتی من ولد فاطمۃ (ابو داؤد ج ۲ ص ۱۰۸۳ مع ترجمہ اردو۔ کذا فی سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۶۲) مہدی میری عترت طاہرہ اولاد فاطمہ زہراؑ میں سے ہو گا۔ المھدی منا اھل البیتؑ (صواعق محرقہ ص ۱۳۱) مہدی ہم اہل بیتؑ میں سے ہو گا۔ جناب سلمان فارسیؓ (محمدی) روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ المھدی من اھلبیتی۔ مہدی میری اہل بیت سے ہو گا۔ اس وقت شہزادہ ہائے کونین جناب امام حسنؑ و حسینؑ بھی موجود تھے۔ میں نے عرض کی۔ ای ولدیک ھذین۔ یا رسولؐ اللہ! آپ کے ان دونوں صاحبزادوں میں سے کس کی نسل سے ہو گا؟ آنجنابؐ نے امام حسینؑ کے کاندھوں پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ من ولدی ھذا۔ میرے اس بیٹے کی اولاد میں سے (ینابیع المودۃ ج ۲ باب ۹۴ ص ۲۲۶ طبع ایران) اسی حدیث شریف سے شیعی قادیان کے اس دعویٰ کا بطلان بھی واضح و عیاں ہو جاتا ہے۔ جو انہوں نے اولاد سلمانؓ سے ہونے کے ادعا پر اپنے مہدی موعود ہونے کے متعلق کیا ہے۔ قطع نظر اس سے کہ ان کے اس دعویٰ میں کہاں تک صداقت ہے کہ وہ نسل جناب سلمانؓ سے ہیں۔ جو کہ بظاہر بالکل بلا دلیل دعویٰ ہے۔ کیونکہ مغل مرزا اور کہاں خاندان سلمانؓ کا بہر حال اگر بالفرض اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بھی اس سے ان کی مہدویت ہرگز ثابت نہیں ہوتی کیونکہ جب حضرت سلمانؓ خود راوی ہیں کہ سرکار ختمی مرتبتؐ نے فرمایا کہ مہدی میری ذریت اور اولاد حسینؑ سے ہو گا۔ تو اس کے بعد اولاد سلمانؓ کو مہدی ہونے سے کیا رابطہ و تعلق باقی رہ جاتا ہے!!